

جن لوگوں کے عزائم بلند ہوں، ان کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ خطرات سے ڈرتے نہیں، بلکہ ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہی حقیقت اس شعر میں واضح کی گئی ہے۔

۱۰۔ شرح : اگر میں دن کے وقت رہزن کے ہاتھوں نہ لٹ جانا اور

جو کچھ میرے پاس تھا، وہ چھین نہ لیا جاتا تو رات کے وقت میرے لیے یوں سو جانے کی کون سی صورت تھی کہ سدھ بڈھ ہی نہ رہی۔ بے خبری کی یہ فیند اس لیے آئی کہ چوری کا کوئی دغذغہ باقی نہ رہا اور رہزن کو دعا دیتا ہوا سو گیا کہ وہ دن کے وقت سب کچھ چھین لے گیا۔

اس شعر سے ملتا جلتا ایک شعر نظیری نیشاپوری کا بھی ہے۔

بہرمانی ازاں شادم کہ از تشویش ازام

گریبانے ندارم تا کہے از دست من گیرد

یعنی میں برہنگی پر اس لیے خوش ہوں کہ تشویش سے فارغ ہو گیا۔ میرے پاس کپڑا ہی نہیں، جو کوئی چھین کر لے جائے۔

دونوں کا مرکزی مضمون ایک ہے، یعنی دنیا کا ساز و سامان اور علائق انسان کے لیے تشویش و اضطراب کا سرچشمہ ہیں۔ ان سے آزاد رہنا باعث اطمینان ہے، لیکن دونوں کے بیان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نظیری نے محض ایک دعویٰ کر دیا، مرزا نے پورے مضمون کو عام و قومی صورت دی اور کہا کہ رہزن دن کو سب کچھ لوٹ نہ لے جاتا تو رات کو بے خبر سونا نصیب نہ ہوتا، کیونکہ چوری کا اندیشہ باقی رہتا۔

پھر مرزا کی دقیقہ سنجی ملاحظہ فرمائیے :

۱۔ دو شخص پیدا کیے، جو سامان لے جا سکتے تھے، ایک رہزن، جو دن دھاڑ

زور و قوت سے سب کچھ لوٹتا ہے، دوسرا چور، جو رات کو چھپ چھپا کر چیزیں اٹھاتا ہے۔